اُمّتِ مُسلمہ میں فرقہ واریّت کا ذمّہ دار کون ؟

دعوتِ انصاف

کچھ کم ایک صدی سے ساری دُنیا میں دیوبند اور بریلوی کی مذہبی آویزش کا جو شور برپا ہے اور جس کے ناخوشگوار اثرات پریس سے لیکر اسٹیج تک پوری طرح نمایاں ہیں وہ بِلا وجہ نہیں ہے اگر اِس حقیقت کی تلاش کے لیئے آپ نے اپنے ذہن کا دروازہ کھُلا رکھا ہے تو اس مذہبی نزع کی وہ حقیقی بنیادیں پڑھیے جنہوں نے اُمّت کو دو مِلّتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

رئیس التحریر

علّامہ محمّد ارشد القادری علیہ الرحمہ

(۱۴۲۳ھ / ۲۰۰۲ء)

مُسلم کتابوی

دربار مارکیٹ ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ سیدنا محمد وآلہٖ وسلم

جملہ حقوق محفوظ

- نام کتاب ــــــــ دعوتِ انصاف
- موضوع ــــــــ امت مسلمہ میں فرقہ واریت کا بیج کس نے بویا ؟
- مقالہ نگار ــــــــ حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ
- صفحات ــــــــ ۴۸
- اشاعت ــــــــ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ، ۲۰ اپریل ۲۰۰۳ء
- طابع ــــــــ اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز۔ لاہور
- ناشر ــــــــ مسلم کتابوی۔ لاہور
- سرورق ــــــــ محمد رمضان فیضی
- جلدسازی ــــــــ لیاقت
- تعداد ــــــــ گیارہ صد
- قیمت ــــــــ ۱۸ روپے

ملنے کا پتا

مسلم کتابوی

دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ

لاہور۔ فون: ۷۲۲۵۶۰۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

علمی و تحقیقی ذوق رکھنے والے اپنے اور بیگانے حضرات مبلغ اسلام، رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی کے محققانہ و ناقدانہ مزاج سے خوب واقف ہیں حضرت علامہ کی متعدد تصانیف اور تحریرات مثلاً زلزلہ، تبلیغی جماعت، زیر و زبر، زلف و زنجیر آئینہ حقیقت، جماعت اسلامی اور شریعت وغیرہ اہل علم کی نظر میں تحقیق و تنقیح کا اعلیٰ مقام حاصل کر چکی ہیں۔ زیر نظر مقالہ "دعوتِ انصاف" حضرت علامہ ارشد القادری مدظلہ کا ایک انتہائی نازک و سنگین مسئلہ پر ایک عظیم علمی و تحقیقی کارنامہ ہے یہ مقالہ عام مصنفین کے طرز تحریر سے ہٹ کر لکھا گیا ہے۔ ادارہ اپنے تمام رفقاء سمیت اس عظیم الشان مقالہ کے قلم بند کرنے پر حضرت علامہ صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہے اور اللہ کریم کے حضور التجا کرتا ہے کہ وہ اس عظیم کتاب کے صلہ میں حضرت مصنف کو اجر کثیر سے نوازے، ان کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے اور اس کتاب کے ذریعے مسلمانانِ عالم کو حق و باطل میں تمیز پیدا کرنے کی سمجھ عطا فرمائے آمین۔

"ادارہ"

پیش لفظ

محمد عمر فاروق مصطفوی

انسانی صحت و تندرستی کی بقا کے لئے حفظِ صحت کے اصولوں پر کاربندی کے ساتھ ساتھ مضر صحت بے احتیاطی سے پرہیز کرنا بھی لازم ہے۔ بعینہٖ صحیح مسلمان بننے کے لئے صحیح عقائد اور اچھے اعمال اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ غلط نظریات اور بُرے اعمال سے احتراز بھی انتہائی ضروری ہے اور اس حقیقت سے کسی مسلمان کو انکار کی مجال نہیں کہ صحیح و غلط عقائد و اعمال کو پرکھنے کا معیار کتاب و سنت، اجماع امت اور ائمہ دین ہی یہی وہ بنیادی اصول ہیں۔ جن کی روشنی میں اگر مسلمان ہمہ وقت اپنے افکار اور اعمال کا جائزہ لیتے رہیں تو بہت ممکن ہے کہ رفتہ رفتہ وہ اس پاکیزہ ماحول میں سانس لینا شروع کر دیں۔ جہاں افتراق کی جگہ اتحاد، انتہا پسندی کی بجائے اعتدال روی، اخلاق رذیلہ کی بجائے اخلاق حمیدہ اور تنگ نظری کی بجائے خندہ پیشانی کا پہرا ہو۔ بدقسمتی سے اگر شخصی جائزہ و احتساب کا یہ ناگزیر عمل رُک جائے اور انسان اپنے ہر قول و فعل کو احتساب سے مُبرا اور نظرِ ثانی کے قابل نہ سمجھے تو پھر اہل بصیرت جانتے ہیں کہ اس طرزِ فکر و عمل کے بعد دل و دماغ پر انانیت و بے جا تعصب کے کیسے کیسے حجاب آ جاتے ہیں؟ اور ان کیفیات کی موجودگی میں انسان ایسے فیصلے کر گزرتا ہے کہ صدیوں بعد آنے والے افراد بھی اس ایک انسان کی غلطی کا خمیازہ بھگتنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

تاریخ اسلام کا طالب علم اس تلخ اور تکلیف دہ حقیقت سے خوب آشنا ہے کہ بے جا تعصب ہٹ دھرمی اور انانیت ایسی خطرناک اخلاقی برائیاں ہیں جنہوں نے ہزاروں لاکھوں انسانوں کو دولتِ ایمان سے محروم رکھ کر ابدی جہنمی بنا دیا۔ عقلمندوں کیلئے یہودیوں کے ایمان سے محرومی کا قرآنی واقعہ کیا کم عبرت انگیز ہے؟ کلامِ الٰہی شاہد ہے کہ یہودی جانتے تھے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی برحق ہیں پھر از راہ انانیت انکار کر دیا۔ اس قسم کے سبق آموز واقعات سے انسانی تاریخ بھری پڑی ہے۔

موجودہ دور پر نظر ڈالیے۔ اگر آپ حساس مُسلمان ہیں تو پھر اس اضطراب و بے چینی کی کیفیت سے دوچار ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ جو ہمارے معاشرے کا ایک اہم حصّہ بن چکی ہے۔ آج ہم میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ مُسلمانوں میں انتشار و افتراق کا اندھیرا دور ہو۔ اتفاق و محبت کی روشنی کا بسیرا ہو۔ صلح و آشتی و امن کے مذاکرے ہوں۔ ان پاکیزہ مقاصد کے لئے ہر ممکن کوشش بھی کرتا ہے۔ انجمنیں تشکیل دیتا ہے۔ رفاہی ادارے قائم کرتا ہے۔ قواعد و ضوابط مرتب کرتا ہے۔ غرض ہر طرح عقلی و فکری و مالی وسائل کو بروئے کار لاتا ہے۔ لیکن ایک انتہائی ضروری اقدام کی طرف اِس کی توجہ نہیں جاتی جتنی محنت و لگن، دوڑ دھوپ اور جد وجہد کے ساتھ وہ اتفاق و اتحاد کے اصول مرتب کرتا ہے اتنی محنت اور کوشش اِن اسباب کو دُور کرنے میں نہیں کرتا جو کسی بھی وقت انتشار و افتراق کی آگ لگا کر اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کر سکتے ہیں۔

وہ اسباب و علل کیا ہیں جاہلیت کی پیداوار، ضد، ہٹ دھرمی، انانیت اور غرور و تکبر کے بُت ہیں جو راہِ اتحاد کی سب سے بڑی رکاوٹیں ہیں۔ اسلامی تاریخ کا یہ بھی ایک افسوسناک باب ہے کہ برِ صغیر پاک و ہند میں گذشتہ تقریباً ایک صدی سے مُسلمانوں کے درمیان مناصمہ مجادلہ، لڑائی جھگڑا، بحث و تکرار، انتشار و افتراق کی جو آگ لگی ہوئی ہے اِس کے پسِ پردہ بھی چند افراد کی انانیت و ضدیت اور ہٹ دھرمی کا گھناؤنا کردار ہے جس کے نتیجے میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسانوں کو منافقت فی العقیدہ کی سزا مل رہی ہے۔ حالانکہ عدل و انصاف کی دُنیا میں اِس انتشار و افتراق کو ختم کرنے کا حل موجود ہے۔ اتفاق و اتحاد کے راستے بھی وسیع و کشادہ ہیں لیکن اگر کوئی رکاوٹ ہے تو وہ یہی ضد، انانیت، غرور، تکبر اور ہٹ دھرمی کے بُت ہیں جو ایک طویل عرصہ سے مُسلمانوں کے درمیان جنگ و جدل، بحث و تکرار، رخنہ و نااتفاقی، مناظرہ و مجادلہ کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ مادہ پرستی کا شکار اَن پڑھ اور پڑھا لکھا مُسلمان طبقہ مذہبی اختلافات کا نام سُن کر چیں بجبیں ہو جاتا ہے حالانکہ دنیوی مسائل اور معاملات کو سُلجھانے کے لئے رات دِن تجسس و تحقیق کرتا ہے۔